پولیتھین شاپنگ بیگز کا استعمال

مضر اثرات

اور

اس کی روک تھام

حنیف محمود

تعاون
انجمن تاجران ربوہ

پیش لفظ

انجمن تاجران ربوہ کے دوکاندار حضرات کا ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک فعال تنظیم کے طور پر کام کر رہا ہے۔ جہاں یہ ادارہ دوکاندار حضرات میں ایک مثالی تاجر کی خوبیاں اجاگر کرنے کے لئے کام کر رہا ہے۔ وہاں شہر اور بازاروں کے ماحول کو بھی صاف ستھرا رکھنے کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ اس کی سالانہ تقریب کے موقعہ پر مکرم ومحترم مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے انجمن تاجران کی انتظامیہ کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ شہر کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پولی تھین بیگز یا مومی لفافوں کے استعمال کو روکا جائے اور اس کے نقصانات سے اہالیان ربوہ کو مطلع کیا جائے اور ان لفافوں کے متبادل مہیا کئے جاویں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انجمن تاجران نے اہالیان شہر کو اس کے نقصانات سے آگاہی دینے کے لئے ایک کتابچہ تیار کروایا ہے جسے برادرم مکرم حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے تیار کیا ہے اور انجمن تاجران ربوہ احباب کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ الحمد لله علي ذالك

قبل ازیں لوکل انجمن احمدیہ نے آپ کے تعاون سے "راستوں، سڑکوں کے حقوق وآداب اور ان کی خدمت پر" ایک کتابچہ شائع کروا کر محلہ جات میں بھجوایا تھا تا گلیوں، سڑکوں اور بازاروں میں ناجائز تجاوزات کے خاتمہ میں ممد ومعاون ہو۔ فجزاهم الله تعالىٰ احسن الجزاء

اپنے اس پیارے شہر کو صاف ستھرا رکھنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

"ہر گھر سامنے صفائی کا ایک اعلیٰ معیار نظر آنا چاہئے اور یہ کام صرف تزئین کمیٹی نہیں کر سکتی بلکہ ہر شہری کو اس طرف توجہ دینی ہوگی۔"

اس دعا کے ساتھ اور آپ سے تعاون کی درخواست کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب ربوہ کے بسنے والوں کو اپنی ظاہری وباطنی صفائی وپاکیزگی کے معیار کو اونچا سے اونچا کرنے کی توفیق سے نوازتا چلا جائے اور خلافت کی دوسری صدی میں داخل ہوتے وقت ہم ربوہ کو بطور مثال پیش کر رہے ہوں۔

ڈاکٹر عبدالخالق خالد

سرپرست اعلیٰ انجمن تاجران ربوہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ سائنس دان انسان کو سہولیات بہم پہنچانے کی خاطر روزانہ ہی نت نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ انسان بازار سے سودا سلف ہاتھ میں پکڑ کر لے آتا تھا۔ یا پھر پہنے ہوئے کپڑے کے پلو میں یا جھولی میں اشیاء لے آتا تھا پھر رفتہ رفتہ زمانہ ترقی کرتا چلا گیا اور ایک لمبے عرصہ تک کپڑے کا تھیلا استعمال ہوتا رہا۔ اور اس کپڑے کے تھیلے کو گھر سے ساتھ لے جایا جاتا رہا اور واپسی پر اس میں سودا سلف بھر کے لایا جاتا رہا۔ جب زمانے نے جدیدیت (Modernism) کی طرف قدم رکھا اور انسان تھیلے کو ہاتھ میں پکڑنے میں ہتک محسوس کرنے لگا تو مالی حیثیت رکھنے والے دوست احباب نے اس تھیلہ کو اٹھانے کے لئے اپنے ساتھ ایک نوکر رکھ لیا۔ پھر زمانہ اور ذرا ماڈرن ہوا تو کاغذ کے لفافوں کے ساتھ ساتھ اخباری کاغذ کے لفافے بازار میں استعمال ہوتے رہے اور غریب طبقہ کے لوگ گھروں میں لفافہ بافی کا کام کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے رہے۔

اور جب سائنس دانوں نے محسوس کیا کہ ایک تو لفافے کے لئے کاغذ کی

تیاری پر کافی توانائی خرچ ہو جاتی ہے اور دوم ان استعمال شدہ کاغذی لفافوں کو جلانے سے اس کے دھوئیں سے ماحول میں آلودگی پھیلتی ہے تو انہوں نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور پلاسٹک بیگ ایجاد کیا۔ آغاز میں یہ بیگ Polylactic Acid سے بنایا جاتا تھا۔ جس میں سبزیوں سے حاصل ہونے والے بنیادی اجزاء شامل ہوتے۔

گو ایسے کیمیکل سے بنائے جانے والے لفافے دھوپ، ہوا یا نمی میں رکھنے سے خود بخود ختم ہو جاتے تھے اور زیادہ گندگی نہیں پھیلاتے تھے مگر اس کو بنانے پر توانائی گو کاغذ کے لفافوں سے کم خرچ ہوتی تھی لیکن توانائی کا ایک معتد بہ حصہ خرچ ہو جاتا تھا اور دوم اس کے بنانے کا طریق ماحول پر اپنے اثرات چھوڑتا تھا۔ آلودگی کا باعث بنتا تھا گویا ماحول دوست (Environment friendly) نہ تھا۔ اور بازگردانی (Recycling) میں بھی نقصان دہ ثابت ہو رہا تھا۔

چونکہ دنیا بھر میں توانائی ایک بہت بڑے مسئلہ کے طور پر سامنے آرہی تھی اور لفافہ بافی اور مندرجہ بالا پلاسٹک بیگز کی تیاری میں توانائی بہت خرچ ہو رہی تھی تو سائنس دانوں نے توانائی کی بچت کے لئے ایک ایسا پلاسٹک بیگ تیار کیا جو آج کل ہمارے سامنے ہے اور فوائد کی نسبت نقصانات زیادہ ہونے کی وجہ ساری دنیا میں بسنے والے انسانوں کے لئے وبال جان بن چکا ہے۔

فوائد

فوائد کے حوالہ سے ایک تو اوپر لکھ آیا ہوں کہ اس کی تیاری میں توانائی کم خرچ ہوتی ہے اور یہ بیگ دوسرے لفافوں کی نسبت ستا مل جاتا ہے۔ حجم کے اعتبار سے کم وزن ہوتا ہے۔ مضبوط، طاقتور اور خشک اشیاء کے ساتھ ساتھ مائع اشیاء جیسے پانی، دودھ وغیرہ بھی اس کے ذریعہ بآسانی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے۔ چونکہ اس کے اندر ہوا یا پانی نہیں گزر سکتا اس لئے سینٹری کے کاموں میں اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہم نے پلمبرز وغیرہ کو اکثر دیکھا ہے کہ وہ ٹونٹی یا پانی و گیس کے پائپ یا تار وغیرہ پر اسے باندھ دیتے ہیں۔

چونکہ حجم کے اعتبار سے ہلکا بھی ہے اور بآسانی دستیاب بھی ہو جاتا ہے اس لئے ہم اس کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ پھر اس کی تیاری اور دوبارہ Recycling بھی آسان ہے۔ توانائی کم خرچ ہونے کے ساتھ اس عمل کے دوران ماحول پر کوئی بُرا اثر بھی نہیں پڑ رہا ہوتا۔ اس کے Recycling کا خرچ بھی پیپر بیگز کے Recycling سے بہت کم ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ قبل انڈیا میں پولی تھین شاپنگ بیگز کو Recycle کر کے پٹرول تیار کیا گیا اور اس سے vespa سکوٹر چلائی گئی۔

نقصانات

جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ اس کے نقصانات زیادہ ہیں اور قرآنی ہدایت کہ جب نقصانات فوائد سے زیادہ ہوں تو اس کا استعمال ترک کر دینا چاہیئے۔اب یہاں اس کے نقصانات درج کرتا ہوں۔

اسلام کی تعلیم کی بنیاد صفائی پر ہے اور صفائی کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔ماحول میں صفائی پر اثر انداز ہونے والی سب سے بڑی مشکل جو سامنے آئی ہے وہ یہ شاپنگ بیگز ہیں۔ان بیگز کو استعمال کرنے کے بعد جب انہیں پھینک دیا جاتا ہے یا گندگی کے ڈھیر یا کوڑے کرکٹ کے اوپر والے حصہ سے اکٹھے کر لئے جاتے ہیں تو ان کو Recycle کر لیا جاتا ہے۔لیکن اس کے کثرت سے استعمال کی وجہ سے گھروں میں لوگ لاپرواہی سے پھینک دیتے ہیں اور پھر گھر کی نالیوں کے ذریعہ بڑے نالوں میں جاتا ہے۔گھر کے گٹر وغیرہ بند ہوتے پھر گلیوں بازاروں میں نالیوں کی بندش کی وجہ سے تعفن پھیلتا ہے۔گندا پانی نالیوں سے باہر ابل کر گلیوں بازاروں میں آتا ہے اور پیدل چلنے والوں کے لئے جہاں مشکل پیدا کرتا ہے وہاں سائیکل سوار، موٹر بائیک چلانے والوں اور گاڑیوں کی آمدورفت سے گندے چھینٹے پیدل چلنے والوں (padestrian) پر پڑتے ہیں اور نماز کی ادائیگی کے لئے صاف کپڑوں کی جو شرط ہے وہ بھی متاثر ہوتی ہے۔اور پھر سب سے بڑھ کر

جب ایک گلی کے یا بازار کے یا ایک شہر کے تمام پلاسٹک بیگ ایک کثیر تعداد میں نالوں میں بہہ رہے ہوتے ہیں تو بالآخر شہر کا سیورِج کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اس کے بند ہونے کی وجہ سے گھروں کے گٹر ابل رہے ہوتے ہیں۔ اور ماحول متعفن ہوتا ہے بالخصوص ایشائی ممالک میں جو پسماندہ ہیں اور غیر ترقی یافتہ ممالک بھی کہلاتے ہیں۔ اور بدقسمتی سے ان ممالک میں مسلم دنیا کے ممالک آتے ہیں۔ جبکہ صفائی ان کے ایمان کا نہ صرف جزو ہے بلکہ اسے نصف ایمان کہا گیا ہے۔ اور یہ بات تو مسلمہ ہے کہ ترقی صفائی کے پیٹ سے جنم لیتی ہے۔ اور جو تو میں صفائی کو اپنا ایمان نہیں بناتیں ترقی ان کا مقدر نہیں بنتی۔

اسلام کا ابتدائی دور دیکھیں جو آنحضور ﷺ اور خلفائے راشدین کا دور تھا تو اس وقت ماحول کی صفائی کا نہ صرف خاص خیال رکھا جاتا تھا بلکہ اس کو عبادت کا درجہ دیا جاتا تھا۔ شجر کاری کو باقاعدہ معاشرے کا حصہ بنایا گیا۔ جانوروں کو گلیوں، بازاروں میں کھلا چھوڑنے کے خلاف تعلیم دی جاتی رہی۔ گھروں کا گند دروازے کے باہر پھینکنے کو انتہائی ناپسندیدہ فعل سمجھا جاتا تھا۔ صفائی کو ماحول اور معاشرہ میں قائم کرنے اور رکھنے کا سلسلہ جاری رہا اور قرطبہ کی اسلامی حکومت نے 785ء میں سیورج سسٹم بنایا اور اموی دور میں قرطبہ شہر میں پبلک ٹوائلٹس شروع ہوئیں اور پھر عباسی خلفاء کے دور میں بغداد سے لے کر سمرقند تک درخت کاٹنے اور سڑکوں پر گند پھیلانے کی سزا دس کوڑے مقرر ہوئی اور ایسے مجرم کو اس سزا کے بعد شہر میں

100 درخت بھی لگانے پڑتے تھے اور دس دن تک سڑک پر جھاڑو بھی لگانی پڑتی تھی۔ امیر تیمور کے دور میں سمرقند دنیا کا صاف ترین شہر تھا پھر یورپ جاگا اور اس نے محسوس کیا کہ ترقی اور صفائی کا ایک دوسرے سے انگوٹھی اور نگینے کا تعلق ہے۔ اور یورپ نے اسلام کے فلسفہ صفائی کو قانون کا حصہ بنایا اور آج وہ صفائی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے اور دنیا کی تمام ترقی یافتہ اقوام میں ایک چیز قدر مشترک نظر آتی ہے اور وہ ہے صفائی اور دنیا کے پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ ممالک میں قدر مشترک چیز گندگی کا نظر آنا ہے۔ ماسوائے ملائیشیا کے۔ جن کے سربراہ جناب مہاتیر محمد نے 1980ء میں صفائی کو قانون کی شکل دی اور گندگی ڈالنے اور پھیلانے والے کو بھاری جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ آپ کو کوالالمپور شہر میں کسی سڑک یا کونے میں گندگی کی چیز یا کوئی شاپر بیگ نظر نہیں آئے گا۔

بات ہو رہی تھی۔ مومی لفافے کے نقصانات کی اور اس کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ یہ ایک ایسے میٹریل سے تیار ہوتا ہے جو گلتا یا سڑتا نہیں اور زمین میں حل بھی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا ہونے والی گندگی کی صفائی کا خاص انتظام کر رکھا ہے یہ گند یا تو دوسری کسی مخلوق کی غذا کا حصہ بن رہا ہوتا ہے یا زمین کا حصہ بن کر گل سڑ جاتا ہے اس عمل کو گلنے سڑنے کا عمل (Biodegradation) بولتے ہیں۔ اگر یہ طریق نہ ہو تو زمین تو گند سے بھر جائے مگر پلاسٹک ایک ایسی ایجاد ہے جس پر کوئی مخلوق بھی انحصار نہیں کرتی اور یہ نہ تو کسی مخلوق کی غذا بنتا ہے

اور نہ ہی زمین کا حصہ۔ اور ڈھیر بنتا رہتا ہے اور 100 بلکہ 200 سال گزرنے کے بعد بھی یہ جوں کا توں رہتا ہے۔ اور گند میں اضافہ کا موجب بنتا ہے اس قسم کی اشیاء کو نا قابل تحلیل (Non Biodegradable) کہتے ہیں۔

ایک اور نقصان یہ ہے کہ اس کو گھر میں تلف کرنے سے گھروں میں ہی ختم کیا جاسکتا ہے مگر اس کے جلانے سے ایک خاص قسم کی بو آتی ہے جو ماحول کو کشیدہ کر دیتی ہے۔ اور چرند پرند اور جانوروں کے لئے نقصان دہ بھی ہے۔ آلودگی پھیلتی ہے، کاربن مونو آکسائیڈ اور کاربن ڈائی آکسائیڈ گیسز نکلتی ہیں جو اوزون (ozon) لیئر (آکسیجن ہی کی ایک قسم ہے) کے لئے نقصان دہ ہیں۔ اور سورج کی شعاعوں کو روک کر مضر اثرات شعاعوں کو زمین میں لانے کا موجب ہوتی ہے۔ جسے Green house effect کہتے ہیں۔ اس کے دیگر نقصانات میں سے ایک یہ ہے کہ

اگر چھوٹا بچہ غلطی سے اسے منہ پر چڑھالے تو سانس رک جانے (Suffocation) کا خدشہ رہتا ہے

بازگردانی (Recycling)

جیسا کہ اوپر درج ہو آیا ہے کہ پلاسٹک بیگز کو Recycle کر کے بھی ختم کیا جاسکتا ہے اور اس سے دیگر فائدے بھی حاصل ہو سکتے ہیں جیسے انڈیا میں اسے

Recycle کر کے پٹرول حاصل کرنے کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔ امریکہ کی تنظیم EPA کے مطابق 2000ء تک صرف ایک فیصد پلاسٹک بیگز کو Recycle کیا گیا اور اگر ایک ٹن پلاسٹک بیگز کو Recycle کیا جائے تو 11 بیرل تیل کے برابر توانائی کی بچت ہوتی ہے۔ برطانوی حکومت کی ماحولیاتی وزارت (DEFRA) نے اس پر تحقیق کی ہے کہ پلاسٹک بیگز کو Recycle کرنے سے کئی مسائل جنم لیتے ہیں۔ اکثر اوقات Recycle کرنے کے دوران ایسی آلودگی پیدا ہوتی ہے جو نقصان دہ ہے اور Recycle شدہ پلاسٹک سے جب دوبارہ پلاسٹک کا لفافہ بنایا جاتا ہے تو وہ کپڑے یا کسی اور ٹھوس چیز کے لئے تو استعمال ہوسکتا ہے تاہم کھانے کی چیز جیسے گوشت، دودھ، پانی وغیرہ کے لئے مضر صحت ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ کالے رنگ یا گاڑھے براؤن رنگ کے لفافے استعمال کرنے سے روکا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ Recycled پلاسٹک سے بنائے جاتے ہیں۔

دوبارہ بنانے کا عمل گو آسان ہے لیکن چونکہ لفافے ایک سائز کے نہیں ہوتے اور مختلف اقسام کے ہوتے ہیں اس لئے ان کو ایک ہی پلانٹ میں Recycle کرنا مشکل ہوتا ہے۔

استعمال میں کمی کے ذرائع

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنی اہم ضرورت کو جو انسان کے ساتھ لازم ملزوم کی حیثیت اختیار کر چکی ہے مگر ہے نقصان دہ کے استعمال کو کیسے کم کیا جائے۔

اس کے لئے اول تو کپڑے کے بیگز کو دوبارہ رواج دینے کی ضرورت ہے۔ مجھے اسلام آباد میں بطور مربی کے خدمات بجالانے کا موقعہ ملا ہے وہاں جمعہ بازار یا اتوار بازار سے سودا سلف لانے کے لئے لوگوں نے کپڑے کے بیگز رکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کو بازار سے پلاسٹک بیگ دو روپے کا خریدنا پڑتا ہے اور اگر 10 لفافوں کے برابر سامان خریدا ہے تو 20 روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں اس لئے کفایت کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی اس بیگ کو ترک کرنا ہوگا۔

ربوہ میں کپڑے کے تھیلے کو رواج دینا مفید ثابت ہوگا یہاں چونکہ سائیکل اور موٹر بائیک کا استعمال زیادہ ہے اور دوست احباب سودا سلف پلاسٹک بیگ میں ڈال کر سائیکل یا موٹر بائیک کے پیچھے کیریئر پر رکھ لیتے ہیں اور ٹھوکر لگنے سے وہ پھٹ بھی جاتا ہے اور بازار میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اچھا خاصا بزرگ آدمی سڑک پر گرے آلو پیاز اکٹھے کر رہا ہوتا ہے۔ اور اگر کپڑے کے تھیلے کو گھر سے ساتھ رکھا جائے تو انسان اس کوفت سے بآسانی بچ سکتا ہے۔

اس کا ایک حل یہ بھی ہے کہ پلاسٹک بیگ جس میں سودا لایا جائے اسے ضائع

کرنے کی بجائے محفوظ کرلیں اور اگلی بار اسے ہی دوبارہ استعمال میں لایا جاسکتا ہے کیونکہ پلاسٹک سے بنی مصنوعات ذرا دیرپا ہوتی ہیں اور یوں ایک لفافہ کئی بار سودا سلف لانے میں استعمال ہوسکتا ہے۔ اور اس طرح پلاسٹک کے بیگ کا استعمال کم ہوگا۔

مختلف ممالک میں شاپنگ بیگز کی بندش کے حوالہ سے کارروائیاں

جوں جوں وقت گزر رہا ہے اور مومی لفافوں کے نقصانات اور مضر اثرات ظاہراُوباہراُسامنے آرہے ہیں بالخصوص گندگی پھیلانے کے حوالہ سے تو مجبوراً بعض ممالک کو اس کے سدباب کے لئے کوششیں بھی کرنی پڑی ہیں۔ اور کارروائیاں بھی تجویز کی ہیں۔ مثلاً

i۔ **آسٹریلیا** میں شاپنگ کرنے والوں کو ترغیب دلائی گئی ہے کہ Green bags خریدیں جو کہ چند ڈالرز کی قیمت کے ہیں اور ان کو دوبارہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ لفافے مختلف رنگوں کے بھی ہوسکتے ہیں اس کلر کے بیگز حرارت یا ٹھنڈک کو کراس ہونے سے بھی روکتے ہیں اور اندر کی چیز محفوظ رہتی ہے۔ اور آسٹریلیا کے شہر Coles Bay میں اپریل 2003ء سے پلاسٹک بیگز کا استعمال ممنوع ہے۔

ii۔ **بنگلہ دیش** میں پلاسٹک کے لفافے استعمال کرنا ممنوع ہے کیونکہ یہ پانی کی نکاسی کو بند کرنے کا باعث بنتے ہیں جس سے سیلاب آنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

ابھی چند روز قبل مؤرخہ 21/ اگست 07ء بروز منگل ARY میں ایک پروگرام لگا ہوا تھا جس کے آخری حصہ کے بول یہ تھے کہ کراچی میں گزشتہ چند سالوں سے بارشوں کی وجہ سے جو سیلاب آرہا ہے۔ اس کی وجہ پلاسٹک بیگز سے نالیوں (Drains) کا بند ہونا ہے اور بارشوں کے پانی کو نکاسی نہیں ملتی۔

iii۔ **آئرلینڈ میں** 4/ مارچ 2002ء سے ایک شاپنگ بیگ پر 15cent ٹیکس لگایا گیا ہے جس کے نتیجہ میں پلاسٹک بیگ کے استعمال میں 95 فیصد کی کمی آئی ہے اور لوگوں نے دوبارہ استعمال کئے جاسکنے والے بیگز شروع کردیئے ہیں۔ جو رقم اس ٹیکس سے حاصل ہوتی ہے وہ ماحولیات کے معاملات کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس ٹیکس کو 2007ء میں بڑھا کر 22 cent کردیا گیا ہے۔ اس ٹیکس کو levy tax یعنی اضافی ٹیکس بولتے ہیں اور یوں پلاسٹک کے بیگز کے استعمال میں کمی آئی ہے اور بہت ساری مارکیٹس میں پیپر بیگز کا استعمال شروع ہو گیا ہے۔

iv۔ **فرانس** میں انسانی زندگی پر اثر انداز ہونے والے اثرات کے باعث تجارتی حلقوں نے خریداروں کو ترغیب دلائی ہے کہ دوبارہ استعمال ہوسکنے والے بیگز استعمال کریں یا ایسے بیگز جن میں سے ہوا گزر سکتی ہے۔ اس طریق پر انہوں نے کروڑوں کی تعداد میں پلاسٹک بیگز کے استعمال کو کنٹرول کیا ہے۔ جن مارکیٹس میں خورد و نوش اشیاء کے علاوہ کپڑا وغیرہ فروخت ہوتا ہے ان کو پیپر بیگز استعمال

کرنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔فرانس کے شہر پیرس میں آواخر 2007ء سے پلاسٹک بیگز ممنوع ہوں گے۔اور 2010ء تک فرانس کے باقی شہروں میں اس کو بند کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

v۔ **جرمنی** میں ایک بیگ کے اوپر لفافے کے اعتبار سے 5 سے 25 Cent تک چارج کیا جاتا ہے۔بہت ساری دکانوں پر کپڑے کے بیگز کے علاوہ بُنے ہوئے پلاسٹک کے تھیلے(Woven plastic bag)جن میں ہوا کراس ہوسکتی ہے اور مضبوط بیگ ایک یورو قیمت کے مل جاتے ہیں خریداروں کو ترغیب دلائی جاتی ہے کہ ان کو ہی بار بار استعمال کریں۔

vi۔ **جاپان** میں اس کے خلاف مہم چلائی گئی ہے اور کچھ سُپر مارکیٹس جیسا کہ Kyoto آپ کو قیمتاً بیگ دیتا ہے اور بعض بڑی دکانیں جیسے Izumiya اس کے خلاف ترغیب دلانے کے لئے آپ کے کارڈ پر ایک بونس پوائنٹ دیتی ہیں اگر آپ اپنا بیگ ساتھ لائیں ۔اور جب کچھ بونس پوائینٹس اکھٹے ہوجائیں تو آپ اس کے برابر خریداری کرسکتے ہیں۔

vii۔ **نیوزی لینڈ** میں بھی آجکل کپڑے کے بیگز کو ترجیح دی جارہی ہے۔ملک بھر میں آئرلینڈ کی طرح ٹیکس لگانے کا سوچا جارہا ہے۔

viii۔ **ساؤتھ افریقہ** میں گو اس پر پابندی لگادی گئی ہے مگر سختی سے اس پر عمل نہیں ہورہا یہاں کے ماحولیات اور ٹورازم کے منسٹر Mohammad valli musa نے

اس کو مزاح کے رنگ میں قومی پھول کا خطاب دیا ہے۔اور انہوں نے اس کے سائز کو چھوٹا کرنے اور قیمت بڑھانے اور دوبارہ استعمال میں لانے اور Recycle کرنے کا تصور پیش کیا ہے۔ یہ شائد خریداروں کو مفت نہ دیئے جائیں بلکہ فروخت کئے جائیں گے۔

ix۔ تائیوان یہاں پر پلاسٹک شاپنگ بیگ ممنوع ہیں۔

x۔ برطانیہ میں ایسے خریداروں کو جو اپنا بیگ ساتھ لاتے ہیں۔ بڑی دکانوں پر کچھ فائدہ بھی دیا جاتا ہے۔مثلاً Tesco پر ایک بیگ کو دوبارہ استعمال کرنے پر یا Tesco کا بیگ دوبارہ لانے پر خریداروں کو Green club card point دیا جاتا ہے جس کی ویلیو 1p ہوتی ہے برطانیہ میں modbury میں اس بیگ کے استعمال کو ختم کر دیا گیا ہے۔ The Saffron Walden میں wait rose کی برانچ پر سامان لانے، لے جانے کے لئے شاپنگ بیگز کے استعمال کو ختم کر دیا ہے۔اور باقی برانچز پر مفت سپلائی بند کر دی گئی ہے۔

xi۔ امریکہ میں گورنمنٹ نے گو اجتماعی طور پر اس کے خلاف کوئی بڑا ایکشن نہیں لیا۔ کچھ لوکل گورنمنٹس نے چند قوانین پاس کئے ہیں اور دکان داروں نے شاپنگ بیگز Recycling کے لئے واپس کرنے کا کہا ہے۔ خالی لفافے جو ہوا سے سڑکوں پر اڑ رہے ہوتے ہیں ان کو Urban tumbleweed کہتے ہیں اور اس قانون کے تحت گھروں سے شاپنگ بیگ recycling کے لئے اکٹھے کئے

جائیں گے۔ 27/مارچ 2007ء میں San Francisco پہلا شہر ہے
جس نے ان کے استعمال پر پابندی لگائی ہے۔ جولائی 2007ء سے
California میں تمام بڑی مارکیٹس اور سٹورز کو کہا گیا ہے کہ قانونی طور پر
شاپنگ بیگز واپس لے کر ان کو Recycle کریں۔ Portland شاپنگ
بیگز پر پابندی لگانے کے اعتبار سے امریکہ میں دوسرا شہر ہے اور متبادل کے طور پر
اس وقت صرف ایک کمپنی ہے جو مکئی کے اجزاء سے تھیلے
(Corn-base bags) بنا رہی ہے۔ Alaska میں تقریباً 30 گاؤں اور
شہروں میں ان کے استعمال پر پابندی ہے۔ جس میں Emonak, geleng
kotik, وغیرہ شامل ہیں۔

xii۔ Ikea ایک ملٹی نیشنل کمپنی ہے جو گھروں کو آرائش وزیبائش کرنے کا کام کرتی
ہے۔ انہوں نے ان بیگز پر اپنے زائد چارجز رکھے ہیں۔ ایک شاپنگ بیگ کی
فروخت پر جو کہ 0.05cent ہیں جو کسٹمر خریدنا چاہے۔ UK کے Ikea
سٹورز پر بھی 2006ء سے یہی چارجز لگے ہوئے ہیں اور کمپنی کا کہنا ہے کہ اس
سٹور پر شاپنگ بیگز کے استعمال میں 95 فیصد کمی ہوئی ہے۔ اور یہ کمپنی اُمید کرتی
ہے کہ اگر یہ قیمت 5 Cent تک بڑھا دی جائے تو شاپنگ بیگز کی کھپت 70
ملین سے کم ہو کر 35 ملین رہ جائے گی۔

xiii۔ زنجبار (Zanzibar) نومبر 2006ء میں اس جزیرہ پر پلاسٹک بیگز کی

درآمد اور استعمال پر پابندی ہے۔ یہ بیگز گند پھیلانے کے بڑی حد تک ذمہ دار ہیں اور گورنمنٹ نے یہ پابندی ٹورازم کو بچانے کے لئے لگائی ہے جو اس جزیرہ کی معیشت کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اور اب دھیرے دھیرے مختلف ممالک اس کے استعمال پر پابندی کا سوچ رہے ہیں۔

ربوہ میں شاپنگ بیگز کی روک تھام

ربوہ ہمارا پیارا شہر ہے اس کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے اس کے ماحول کو پاکیزہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ

i۔ ہم ان پلاسٹک بیگز کو استعمال کے بعد باہر نہ پھینکیں یا نالیوں کی نذر نہ کریں۔ انہیں اول تو تلف کر دیں یا اگر تلف کرنے میں مشکل ہو تو مناسب ذرائع سے اس کو شہر کے کوڑا دان کے سپرد کریں۔

ii۔ حتی الوسع کوشش کریں کہ کپڑے کے بیگز کو دوبارہ رواج دیں۔ آج کل کپڑے کے بہت عمدہ اور جاذب نظر بیگ بھی مارکیٹ میں دستیاب ہیں جو کافی عرصہ تک استعمال ہو سکتے ہیں۔

iii۔ کھجور کے پتوں سے بُنی ہوئی ٹوکریاں بھی استعمال ہو سکتی ہیں۔

iv۔ اگر شاپنگ بیگ گھر میں آئے ہیں تو ان کو دوبارہ استعمال بھی کر سکتے ہیں اور بازار بھی ساتھ لے جایا جا سکتا ہے۔

v۔ استعمال شدہ بوسیدہ اور گندے پلاسٹک بیگز کو گلی یا محلّہ کی سطح پر الگ سے ہی اکٹھا

کروانے کا انتظام ہوسکتا ہے۔جس سے لازماً ماحول میں آلودگی کم ہوگی۔

vi۔محلّہ کی سطح پر خدام،اطفال اور انصار کے ذریعہ وقارِعمل کروا کران سے استعمال شدہ پلاسٹک بیگز کو اکھٹا کروا کر ماحول خوبصورت بنایا جاسکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اہالیان ربوہ کو مخاطب ہوکر فرماتے ہیں:۔

i۔ "اس لئے اہل ربوہ خاص توجہ دیتے ہوئے اپنے گھروں کے سامنے نالیوں کی صفائی کا بھی اہتمام کریں اور گھروں کے ماحول میں بھی کوڑا کرکٹ سے جگہ کو صاف کرنے کا بھی انتظام کریں۔تاکہ کبھی کسی راہ چلنے والے کو اس طرح نہ چلنا پڑے کہ گند سے بچنے کے لئے سنبھال سنبھال کر قدم رکھ رہا ہو اور ناک پر رومال ہو کہ بو آرہی ہے۔" (مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ 170)

ii۔ "جو پودے آپ نے لگائے ہیں ان کی حفاظت کریں اور مزید پودے لگائیں۔درخت لگائیں،پھولوں کی کیاریاں بنائیں اور ربوہ کو اس طرح سرسبز اور Lush Green (شاداب) کردیں جس طرح حضرت مصلح موعودکی خواہش تھی۔یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں ان پر عمل کریں ایک تو یہ کہ ربوہ کے ماحول کو سرسبز کریں گے تو ماحول پر ایک خوشگوار اثر ہوگا۔عمومی طور پر لوگوں کی توجہ ہوگی اور ایک نمونہ نظر آئے گا۔" (مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ 65)

قیمت

تاجران ربوہ کے کاروبار میں برکت کے لئے دُعا

کاروبار اور لین دین میں دیانت

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"پھر بے شمار برائیاں جو شیطان بہت خوبصورت کر کے دکھا رہا ہوتا ہے۔ اور جن سے اللہ کے فضل کے بغیر بچنا ممکن نہیں۔ مثلاً ایک اچھا بھلا شخص جو بظاہر اچھا بھلا لگتا ہے، کبھی کبھار (بیت الذکر) میں بھی آجاتا ہے، جمعوں میں بھی آتا ہوگا، چندے بھی کچھ نہ کچھ دیتا ہوگا لیکن اگر کاروبار میں منافع کمانے کے لئے دھوکہ دیتا ہوگا تو وہ شیطان کے قدموں کے پیچھے چل رہا ہے اور شیطان اس کو مختلف حیلوں بہانوں سے لالچ دے رہا ہے کہ آج کل کاروبار کا یہی طریقہ ہے۔ اگر تم نے اس پر عمل نہ کیا تو نقصان اٹھاؤ گے اور وہ اس کہنے میں آکر، ان خیالات میں پڑ کر، اس لالچ میں دھنستا چلا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ جو تھوڑی بہت نیکیاں بجا لا رہا ہوتا ہے وہ بھی ختم ہو جاتی ہیں اور مکمل طور پر دنیا داری اسے گھیر لیتی ہے۔ اور ایسے لوگ یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ شاید اب یہی ہے ہماری زندگی۔ شاید اب موت بھی نہیں آنی اور ہمیشہ اسی طرح ہم نے رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے حاضر نہیں ہونا۔ تو ایسے طریقے سے شیطان ایسے لوگوں کو اپنے قبضہ میں لیتا (ہے) کہ بالکل عقل ہی ماری جاتی ہے۔"

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 114)

مثالی تاجر

۱۔ تجارت ان کو اللہ کی یاد اور اس کے فرائض کی ادائیگی سے نہیں روکتی۔

۲۔ امانت۔ دیانت۔ صداقت۔

۳۔ مناسب منافع۔

۴۔ پورا ناپ تول۔

۵۔ وعدہ کی پابندی۔

۶۔ خوش اخلاقی اور گاہک کا احترام۔

۷۔ ناجائز تجاوزات سے پرہیز اور راستوں کے حقوق کی ادائیگی۔

۸۔ نظام الاوقات کی پابندی۔

نصرت آرٹ پریس ربوہ (چناب نگر)